www.KitaboSunnat.com

خطبۂ جمعۃ المبارک

۱۱ مئی ۱۹۹۰ء

رزقِ حلال کی فضیلت

اور

سود کی حرمت

خطبۂ مسنونہ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞

(البقرۃ: ۲۷۵)

"یعنی سود خور شیطانی جنون سے خبطی بن جاتے ہیں، کیونکہ وہ بیع اور سود کو یکساں بتاتے ہیں۔ حالانکہ خرید و فروخت اللہ نے حلال کی ہے جبکہ سود کو حرام قرار دیا ہے۔ پس جو شخص ربّ تعالیٰ سے نصیحت ملنے پر باز آجائے تو اس کا سابقہ کیا کرایا معاف ہو کر معاملہ اللہ کے سپرد ہو گیا۔ لیکن جو لوگ پھر بھی باز نہ آئیں تو وہ دائمی جہنمی ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے لئے تین عمل بتلائے ہیں کہ انسان ان کا اہتمام کرے تو جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ فرمایا:
مَنْ اَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِيْ سُنَّةٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔ (ترمذی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کہ جو آدمی حلال کھائے، شریعت کے طریقے کے مطابق عمل کرے اور ہمسائے اُس کے جھگڑوں سے محفوظ رہیں وہ شخص جنّت میں داخل ہو گیا"

گویا اللہ تعالیٰ نے انسان کے عمل کی مقبولیت کے لئے جس چیز کو بڑا اہم قرار دیا ہے بلکہ اُسے عمل کا مدار ٹھہرایا ہے، وہ رزقِ حلال ہے۔

حدیثِ مذکورہ بالا میں رزق حلال کا ذکر اللہ تعالیٰ نے نیک عمل سے پہلے کیا ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآنِ کریم سے ہی استنباط ہے۔ چنانچہ قرآنِ حکیم میں ہے:۔

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا (المؤمنون)

"اے انبیاء کی جماعت! پاکیزہ چیزیں (حلال) کھاؤ اور نیک عمل کرو"

چنانچہ عام انسانوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا کہ پہلے وہ حلال کھانے کا اہتمام کریں، اس لئے کہ جو جسم حرام سے پرورش پاتا ہے۔ اس کا ٹھکانہ آگ ہوتی ہے۔ آگ اُس کے زیادہ لائق ہے کیونکہ اُس نے اپنا جسم ناجائز طریقوں سے پالا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ اللہ کے رسولؐ! میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسا بنا دیں کہ میں جو دُعا کروں قبول ہو جائے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے فرمایا کہ اے سعدؓ! حلال کھاؤ تمھاری دُعا قبول ہوگی۔

(ترغیب و ترہیب)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اگر حرام کما کر اُس سے صدقہ بھی کرتا ہے تو وہ بھی اُس کے لئے مفید نہیں ہوتا۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے اپنے کپڑے کو پیشاب سے دھویا۔ اسی طرح جو شخص حرام مال کا صدقہ کرتا ہے اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور ہم سے پاک حلال ہی چاہتے ہیں۔

(مفہوم اقتباس حدیثِ مسلم اور احیاء العلوم غزالی)

قرآنِ پاک میں فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (البقرۃ: ۱۷۲)

"اے ایمان والو! ہمارے رزق میں سے صرف حلال اور پاکیزہ کھاؤ"

اسی طرح ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ۝

(البقرۃ: ۲۶۷)

(اے ایمان والو! جو تم کماتے ہو اس میں سے حلال کا صدقہ کرو۔ اور جو کچھ ہم زمین سے تمہارے لئے نکالتے ہیں اس میں سے خرچ کرو۔ اور اللہ کے رستے میں نکمی چیز نہ دو۔ اس لئے کہ تم اپنے لئے خود اس کو لینے پر تیار نہیں ہو بجز اس کے کہ چشم پوشی کر جاؤ۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ستودہ صفات ہیں۔)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:۔

لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ۔ (ترمذی)

"یعنی نماز وضو کے بغیر نہیں ہوتی۔ اور اگر مال حلال نہ ہو تو اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔"

اُن بڑے اعمال میں سے وہ عمل جو انسان کی ساری زندگی کی غلطیاں اور کوتاہیاں معاف کرا لیتا ہے حج ہے۔ لیکن جب کوئی شخص اللہ کے رستے حرام مال سے سفر کر کے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دعا کر رہا ہوتا ہے یا میقات سے تلبیہ کہنا شروع کرتا ہے۔ جو یہ ہے:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ،

اور اسی طرح کا تلبیہ اور بھی ہے: "لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ"۔ تو لَبَّيْكَ ....الخ (اے اللہ میں تیرا وفادار ہو کر بار بار حاضر ہوا) - کا جواب ملتا ہے، لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ: (نہ تو تیری حاضری قبول ہے اور نہ تیری وفاداری کا دعویٰ!)۔

ایسے حاجی کے یا رب! یا رب! پکارنے کا جواب ملتا ہے کہ:

مَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ۔

(اس کا کھانا بھی حرام ہے، پینا بھی حرام ہے، اور جو کچھ اُسے غذا دی گئی وہ بھی حرام، تو قبولیت کیسے ہو؟)۔

حاصل یہ ہے کہ رزق حلال چھوڑنے سے اُس کا حج جیسا بڑا عمل قبول ہونے کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بجائے رد کر دیا جاتا ہے۔ گویا رزقِ حلال کی بڑی اہمیت ہے۔ مثلاً ایسا انسان جو کفر کی حالت میں غلط راہوں پر پڑا ہو۔ اسلام لاتے ہوئے اس کے لیے بہت مشکلات ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ عملی طور پر تو زندگی کے مختلف مراحل سے گزر کر ہی اپنے آپ کو صحیح طریقوں پر چلا سکتا ہے لیکن کیا اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان بھی نہ ہو۔ بلکہ کلمہ پڑھنے سے پہلے اپنی ساری زندگی کو درست کرلے۔ نہیں۔ اس کے لئے طریقۂ کار تو یہ ہے کہ فوراً کلمہ پڑھ لے کلمہ پڑھنے کے بعد اس کی جہت سیدھی ہو گئی، ایسے جیسے اس نے اللہ سے تعلق کی ڈوری باندھ لی ہے۔ اب اس نے جو مراحل بھی طے کرنے ہیں اس کے مطابق کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ اپنی زندگی کے معاملات کو آہستہ آہستہ صحیح کرے گا۔ لیکن کلمہ پڑھنے کے بعد اس پر لازمی ہو جائے گا کہ وہ اپنے معاملات شریعت کے مطابق طے کرے۔

اسی طرح ہماری اجتماعی زندگی میں حکومت کا مسئلہ ہے۔ حکومت جب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو تو ان کے لئے ایک لمحہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ غیر اسلامی طریقوں کے مطابق اپنا نظام جاری رکھیں۔ اپنا قانون اللہ کے قانون کے بالمقابل اپنی مملکت میں جاری وساری رکھیں۔ بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ فوری طور پر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا اعلان کریں۔ اس اعلان کے ساتھ حکومت اسلامی ہوگی جس کا دستور وقانون کتاب وسنت ہوگا۔ اور اس طرح حکومت کا سارا نظام اور پالیسیاں شریعت کے تابع ہو جائیں گی۔ انہی میں ہمارا مالیاتی نظام بھی ہے جو سودی معیشت پر مبنی ہے۔ اگر یہ اعلان نہیں کرتے تو نظامِ معیشت کبھی درست نہ ہوگا۔ حرام پر ہی قائم رہیگا۔ جس میں پورا معاشرہ بھی ملوث رہے گا۔ چنانچہ جب کسی شخص کے پیٹ میں ایک لقمہ بھی حرام کا ہے تو چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ اسی طرح حکومت اگر کسی ملک میں اسلامی مالیاتی نظام نافذ نہیں کرتی، تو وہ بھی کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ ناجائز طریقے جن میں سے ایک بڑا طریقہ سود کا ہے۔ اس کی موجودگی میں اللہ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہوتا ہے۔

قرآنِ کریم میں ہے:۔

فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۔ (البقرۃ: ۲۷۹)

یعنی سود کے معاملات میں صرف اصل زر کو لو اور سود کو چھوڑ دو۔ اگر تم یہ کام نہیں کرتے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔ خبردار ہو کر سن لو کہ اللہ سے اعلانِ جنگ کے بعد اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ اس کے معاملات میں برکت ہوگی یا نظام سیدھا چلے گا،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ دھوکے میں ہے ۔ قرآن مجید میں اللہ کا ارشاد ہے :۔

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝ (البقرۃ : ۲۷۶)

(اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقوں کو بڑھاتے ہیں)۔

اب جب سودی کاروبار کسی ملک میں رائج ہوتا ہے اُس وقت اللہ کی طرف سے مٹانے کی یہ صورت ہوتی ہے کہ اُس کا پورا نظامِ معاشرت تباہ کر دیا جائے ۔ وہ اللہ جس کے ہاتھ میں سارے رزق کی کنجیاں ہیں ۔ خزائن السماوات والارض کا وہ مالک ہے ۔ اور ارشاد ہے ، وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ یعنی آسمانوں میں تمھارا رزق ہے اور تم سے جو وعدہ کیا جاتا ہے دُنیا میں یا آخرت میں وہ سب کا سب بھی آسمانوں میں ہی ہے ۔ لہٰذا سب فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں ۔ خواہ وہ تحصیل زمینی ذرائع سے ہیں ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ (الذاریات : ۵۶-۵۷)

(میں نے جن و انس کو صرف اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے ۔ میں اُن سے رزق نہیں چاہتا اور نہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے بندوں کے بھی رازق بنیں ۔ اللہ ہی بہت رزق دینے والا ، جو قوت والا مضبوط ہے)۔

حاصل یہ ہے کہ رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے وہی اس میں تنگی اور کشادگی کا فیصلہ کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے :

وَاللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۔

(اللہ جسے چاہے رزق فراخ دے اور جسے چاہے تنگ کر دے)۔

گویا معاشرے میں اللہ تعالیٰ کی برکت سے ہی ساری برکتیں اور رونقیں ہوتی ہیں ۔ اور اگر وہی بے برکتی پیدا کر دے یا دوسرے لفظوں میں نظام کو تباہ و برباد کر دے ، تو پھر اس کے بعد کیا خیر کی اُمید رکھی جا سکتی ہے ۔ ہمارے مُلک میں سودی نظام چلتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اِس نظام کو اگر ختم کر دیا گیا تو ملک میں بحران پیدا ہو جائے گا ۔ کیا یہ سُودی نظام اللہ کے خلاف اعلانِ جنگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے ؟ یقیناً ہے ۔ لہٰذا یہ جو بے برکتی ہو رہی ہے یہ سب کچھ سُودی نظام کی وجہ سے ہے اور حکومت کے معاملات سیدھے نہیں ہوتے ۔ جب تک عقیدہ درست نہ ہو بات نہیں بنتی ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رزق کی ذمہ داری اپنے اوپر لے رکھی ہے ۔ بارھواں پارہ شروع ہوتا ہے :۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۔ (هود : ٦)

"یعنی زمین میں ہر رینگنے چلنے والی چیز کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر ہے ۔ اللہ کو علم ہے کہ کہاں کسی کا مستقل ٹھکانہ ہے یا عارضی ۔"

جب اللہ ہی کو علم ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے سے کا سارا علم لوح محفوظ میں پہلے سے لکھا ہوا ہے ۔

اس دُنیا میں اگرچہ اللہ تعالیٰ رزق دوست دشمن سب کو دیتے ہیں لیکن مسلمان بن کر اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اسلام کے منافی تدبیروں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہو گی تو وہ سخت دھوکہ میں ہے ۔

اسی خیال کو باطل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قارون کا قصہ ذکر کیا ہے جو یوں ہے :۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ ۔ الآیة ۔ (القصص : ٧٦)

مفہوم یہ ہے کہ قارون موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تھا (جو فرعون کی غلام تھی) پھر اس نے اپنے بھائی بندوں پر سرکشی کی ۔ حالانکہ اللہ نے اُسے اتنی دولت دی کہ اس کے خزانے کی کنجیاں ایک بڑی جماعت اُٹھاتی تھی ۔ آگے بیان ہے کہ جب یہ شان و شوکت کے ساتھ لوگوں کے سامنے سے گزرتا تو اس وقت دُنیادار لوگ آرزو کرتے کہ ہمارے پاس بھی ایسی ہی دولت ہوتی بلکہ زبانِ حال سے ماؤں کی خواہش ہوتی کہ ہمارے بچوں کو بھی اپنا ساتھی بنائے ۔ لیکن جب موسیٰ علیہ السلام کی بد دُعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس پر عذاب مسلط کیا (کیونکہ اس نے موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائی تھی) اس پر عذاب یہ آیا کہ اُسے زمین میں دھنسا دیا گیا ۔ جب زمین میں دھنسنا شروع ہوا تو کہنے لگا ، موسیٰ ! تم نے میری دولت لینے کیلئے یہ معاملہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے ساتھ کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جوش میں آ کر کہنے لگے کہ اللہ! اس کی دولت بھی اس کے ساتھ زمین میں دھنسا دی جائے۔ اب وہ بمعہ دولت زمین میں دھنسا جا رہا ہے۔

یہ باتیں زیادہ تر حدیث میں یا اسرائیلیات میں ہیں۔ قرآن میں صرف اتنا ذکر ہے کہ اس سے چھٹکارا پانے میں کوئی اس کی مدد کو نہ آیا:

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِينَ ۝ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ الخ۔

ارشادِ الٰہی ہے کہ جب ہم نے اُسے گھر بار سمیت زمین میں دھنسا دیا تو وہ دوست جو کل اس کے ہم مرتبہ ہونے کی آرزو کرتے تھے، کہنے لگے ... وَيْكَأَنَّ اللَّهَ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ کے ہاتھ ہے۔

اس قصہ میں جہاں دنیا کی اندھی خواہش کرنے والوں کے لئے عبرت ہے وہاں یہ نکتہ بھی نکلتا ہے کہ جب رزق کا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے تو اللہ کے نظام کے ساتھ بغاوت کرنے کے بعد یہ امید رکھنا کہ ہمارے معاملات سدھر جائیں گے، یہ ہمارا دھوکہ ہے، فریب ہے۔

گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں مَیں نے اشارہ کیا تھا کہ اس وقت ہمارے ملک میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ ملک کے سرمایہ دارانہ نظام کو جاری رکھنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ نعرے لگتے ہیں کسی شکل کے۔ لیکن سرمایہ دارانہ نظام کا تحفظ کیا جاتا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ جنرل ضیاء الحق نے جو اچھے اقدامات کئے اُن اقدامات میں سے ایک قدم یہ تھا کہ اس نے ملک میں اسلام کے نفاذ کے لئے ایک عدالت بنائی جس کا نام وفاقی شرعی عدالت ہے۔ اُسے یہ اختیار دیا گیا کہ وہ ملکی قوانین کو کتاب و سنت کی روشنی میں پرکھ سکتی ہے۔ لیکن خرابی اس طرح ہوئی کہ اس عدالت کے طریقہ کار کے لئے آئین کا ایک CHAPTER ہے 3-A کی صورت میں اس میں گڑبڑ ہے۔ یعنی جہاں اس عدالت کے اختیارات کا ذکر ہے وہاں سرمایہ دارانہ نظام کو تحفظ دیا گیا ہے کہ اس سے تو ملک میں بحران پیدا ہو جائے گا۔ اور ملکی نظام معطل ہو کر رہ جائے گا۔ چنانچہ بحران سے بچانے کے لئے جس طرح قانونی نظام کو بچانا چاہیے اسی طرح اس ملک کا مالیاتی نظام محفوظ ہونا چاہیے۔

اس طرح بظاہر صورت یوں بنائی کہ اس ملک میں قانون کی جو قوت ہے اُسے محفوظ ہونا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ چنانچہ لا رکی تعریف محدود کر کے تحفظ سے دیا کہ شریعت کورٹ دستور Constitution کو کتاب و سنت کی روشنی میں نہیں پرکھ سکتی۔ پھر اس قانون و دستور پر عمل کرنے کا ایک طریقہ ہے جسے Procedural Law کہتے ہیں اسے بھی مستقل طور پر محفوظ کر دیا۔ پھر قوانین کا اہم حصہ ہمارے Personal Laws بھی داخل ہے۔ اسے بھی Family Law جن میں ہمارا مستقل طور پر محفوظ کر دیا کہ کورٹ ان پر بھی غور نہیں کر سکتی۔

میں کہتا ہوں کہ مذکورہ بالا تمام اہم قوانین کو محفوظ کر کے سیکولرزم کی حفاظت کی گئی ہے اسی طرح اسلام کے تدریجی نفاذ کے دعوے سے مالیاتی نظام کو دس سال کے لئے مستثنیٰ کر لیا گیا کہ ہم فوری طور پر اسے تبدیل نہیں کر سکتے۔ پہلے تین سال کی مدت مقرر کی گئی اس کے بعد مدت کو بڑھا دیا۔ اور کہا کہ دس سال تک اس پر غور نہیں ہو سکتا۔ اب دس سال کی جو مدت ضیاء الحق نے مقرر کی تھی وہ ۲۵ جون ۱۹۹۰ء کو ختم ہو رہی ہے اور یہ مسئلہ بڑی اہمیت اختیار کر گیا ہے حالانکہ کسی بڑی تبدیلی کا بھی کوئی خطرہ نہیں کیونکہ اسلامی احکام کی روشنی میں مالیاتی نظام کا جائزہ لینے کے لئے جو عدالت ہے وہ ان ججوں پر مشتمل ہے جنھوں نے شریعت پڑھی اور نہ وہ اس نظام کے اوپر شریعت کو نافذ کر سکتے ہیں۔ اس کے باوجود خائف ہیں کہ وہ نہ کہہ دیں کہ ہمارا طریقہ کار غیر اسلامی ہے۔ کتاب و سنت کے مطابق نہیں۔ حکمران ان لوگوں سے خائف ہیں جو ان کے اپنے تیار کردہ ہیں۔ حالانکہ قوانین کو اسلام کے منافی قرار دلانے کے لئے بڑی شرطیں ہیں۔ ایک تو سماعت کی لمبی مدت مقرر کرتے ہیں پھر نہ تو وہ Stay دے سکتے ہیں اور نہ ہی قانون سازی کا کوئی اختیار ہے۔ اگر ہائی کورٹ کے پاس یہ اختیار ہوتا تو ہائی کورٹ Stay دے سکتی تھی۔ جیسے کہ ایک موقع پر پنجاب ہائی کورٹ اور سندھ ہائی کورٹ نے یہ کام کیا بھی۔ پنجاب میں جسٹس خلیل الرحمٰن اور سندھ میں جسٹس تنزیل الرحمٰن نے دو معاملات میں سود سے روک دیا۔ اب جن کو روکا گیا انھیں بہت پریشانی ہوئی۔ سپریم کورٹ میں گئے اس نے پھر آسانی پیدا کر دی۔ کیونکہ اس وقت ملکی قانون کی صورت حال یہ تھی کہ جنرل ضیاء الحق نے آئین کے اندر ترمیم کر کے قرار دادِ مقاصد کو اس دستور کا حصہ بنا دیا تھا A-2 کی صورت میں۔ ہائی کورٹ نے اسی بنیاد پر یہ کام کیا تھا لیکن سپریم کورٹ کے فیصلے سے جو سلسلہ چلا تھا وہ بھی رک گیا۔ چنانچہ اس کے لئے اب طریقہ کار صرف یہ رہ گیا تھا کہ وفاقی شرعی عدالت ہی غور کرے۔ وفاقی شرعی عدالت Stay order جاری نہیں کر سکتی ہے۔ وہ صرف اتنا کر سکتی ہے کہ اس معاملے کو سنے۔ ماہرین اس میں آئیں انھیں سننے کے بعد فیصلہ کرے کہ وہ قانون کتنی مدت تک کتاب و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت کے مخالف ہے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ کے شریعت بنچ کے پاس اس کی دوبارہ سماعت ہوگی۔ یہ سارا معاملہ عدالت سن کر پھر مدت مقرر کرے گی کہ حکومت نیا قانون لائے۔ یہ اختیار بھی عدالت کو دس سال تک نہیں تھا۔ اب ۲۵ جون تک عدالت کو یہ اختیار مل رہا ہے۔

اب اس حکومت کو یہ پریشانی ہے جو یہ کہتی ہے کہ ہماری معیشت سوشلزم ہے۔ حالانکہ یہ حکومت سرمایہ دارانہ نظام کو ہی نہیں مانتی۔ آج کل شاید آپ نے کوثر نیازی کا مضمون پڑھا ہو، اس میں اس نے ٹیکسوں تک کی مخالفت کی ہے۔ اشتراکی نظام کے اندر ٹیکس بھی نہیں سود بھی نہیں۔ اب پیپلز پارٹی اپنے منشور سوشلزم سے بھی ہٹ رہی ہے اور "اسلام ہمارا دین ہے" سے بھی بغاوت کر رہی ہے۔ اصل میں اب عوامی قوت کا مظاہرہ ہونا چاہیے۔ لیکن ملک کے اندر ابھی بات دبی دبی اٹھتی ہے بلکہ ایک آواز اور اٹھتی ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام ختم تو ہونا چاہیے مگر تھوڑی سی مخلص مہلت دے دی جائے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مہلت ہی تو سارا فساد ہے۔ آج تک اس مہلت کے نام پر ہی تو سرمایہ دارانہ نظام کو جاری رکھا جا رہا ہے۔ جس کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا گیا ہے کہ سود کی ستر سے اوپر کچھ شاخیں ہیں۔ وہ لینے والا، دینے والا، اس پر گواہ، سب برابر کے گناہگار ہیں۔ اور اس کا کم سے کم گناہ اتنا ہے جتنا اپنی سگی ماں سے بدکاری کرنا ہے۔ اتنا سنگین معاملہ اور اس کے بارے میں اتنی مداہنت کہ اس کے لئے کچھ مزید مہلت دے دی جائے۔

ہمیں بھول جانا چاہئے کہ بحران پیدا ہوگا۔ جب سے ہمارے ہمسائے افغانستان اور ایران میں انقلاب آیا ہے، دونوں نے فوراً سود کو ختم کر دیا ہے۔ افغانستان میں بھی اور ایران میں بھی کیا کوئی بحران پیدا ہوا؟ بلکہ اس وقت دنیا کی نصف سے زیادہ آبادی روس چین وغیرہ میں ہے۔ دونوں میں سود کے بغیر نظام موجود ہے، اور کیا بحران ہے؟

پھر کیا وجہ ہے کہ ہم مسلمان ہو کر اتنی مشکل محسوس کرتے ہیں۔ صرف وجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر ایمان نہیں۔ ہم اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں

سچ یہ ہے کہ ہم نے سنجیدہ طور پر اپنے مطالبات پیش نہیں کئے۔ جب تک ہماری طرف سے بلند آواز نہیں اٹھے گی، حکومتیں اپنا راستہ سیدھا نہیں کریں گی۔ ہماری حالت یہ ہے کہ سودی معیشت کی وجہ سے ہر آدمی اس وقت مقروض ہے۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ قرضہ لے کر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا ہوتا ہے۔ ہماری حالت دن بدن یوں بنتی جا رہی ہے کہ قرض پر قرض چڑھ رہا ہے۔ اور ہم مزید اسی سود کی لعنت میں پھنستے جا رہے ہیں۔ ارشادِ الٰہی ملاحظہ فرمائیے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (آلِ عمران : ۱۳۰)

"اے ایمان والو! سود کو کئی کئی حصے بڑھا کر نہ کھاؤ۔ اللہ کا ڈر اختیار کرو تاکہ فلاح حاصل کر سکو"

سود کی ایک شکل یہ ہے کہ پہلے سود چڑھتا ہے جس کی ادائیگی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد وہ سود اور راصل زر کو ملا کر مزید سود بڑھتا ہے تو سود در سود ہو جاتا ہے۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

"اللہ سے ڈرو، اس لئے کہ فلاح اللہ کے ہاتھ میں ہے"

پاکستان فلاحی ریاست اس وقت بنے گی جب اللہ کے راستے پر چلے گی۔

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ (الطلاق : ۲)

"جب کوئی شخص اللہ کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے چھٹکارے کی راہیں نکالتے ہیں"

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۝ (الطلاق : ۳)

"اور جہاں سے اُسے رزق ملتا ہے وہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوتا"

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ۝ (الطلاق : ۴)

"اور جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اس کیلئے آسانی پیدا کرتے ہیں"

واضح رہے کہ سود کا معاملہ اتنا نازک ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوئی شخص جب کسی سے قرض لے تو وہ شخص جس نے قرض دیا ہوتا ہے وہ اپنے قرضدار سے کوئی ہدیہ بھی قبول نہ کرے اور نہ ہی اس کی سواری استعمال کرے کہ تحفہ قبول کرنا بھی سود کی ایک شکل بنتی ہے۔ ہاں اگر پہلے سے کوئی اُن کا معاملہ چلتا ہے تو اس صورت میں ہدیہ وغیرہ لینا جائز ہے۔ (ابنِ ماجہ)

اس معاملہ میں اتنی سختی ہے کہ اگر کسی نے کسی شخص کی سفارش کی اور اس سفارش کرنیوالے کو دوسرا شخص کوئی تحفہ بھیجے۔ اور یہ شخص تحفہ قبول کر لیتا ہے تو اس نے سود کا بڑا دروازہ کھول دیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے بارے میں اتنی سختی ہے اُس کے متعلق ہماری اتنی بے احتیاطی۔ تھوڑی سی بے احتیاطی انسان کو کہاں لے جاتی ہے! اسی لئے تو آپ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ کوئی شخص سُود سے نہیں بچ سکے گا۔ اگر کوئی شخص سُود سے بچے گا تو اس کے غبار سے نہیں بچ سکے گا۔

(احمد۔ ابنِ ماجہ)

آج کل ہمارے ہاں بھی سُود اس طرح ریشے ریشے میں رچ چکا ہے کہ اس سے بچنا مشکل ہے لیکن جو شخص اللہ کے لئے تقویٰ اختیار کرتا ہے اُس کے لئے اللہ آسانی پیدا کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حلال کمانے اور کھانے کی توفیق دیں اور سُود کی لعنت سے بچائیں۔

آمین!

وفاتِ حسرت آیات

معروف اہلحدیث صحافی، جامع مسجد اہلحدیث علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ کے خطیب ماہنامہ محدث اور ترجمان الحدیث کے سابق مدیر معاون مولانا اکرام اللہ ساجد کی والدہ محترمہ تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں، ۲ مئی ۱۹۹۱ء کو حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ دینی علم کے بارے میں تحریکی جذبات رکھنے والی نہایت پارسا اور عبادت گذار تھیں۔ اولاد کی دینی اور دنیاوی تعلیم و تربیت کے علاوہ ساری زندگی تعلیم و تدریس میں صرف کر دی۔ آپ سے فیض پانیوالوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ بہت سے احباب شاید اس سے واقف نہ ہوں کہ مرحومہ تقریباً ۴۰ سال قبل بیوہ ہونے کے ساتھ دونوں آنکھوں کی بینائی سے بھی محروم ہو گئی تھیں۔ لیکن ان محرومیوں کے باوجود اُن کے بلند عزائم میں کمی نہ آئی۔ اور اپنی اولاد کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ دینی خدمات میں سرگرم رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو نُور سے بھرے اور جنت الفردوس نصیب کرے۔ آمین۔

آپ کے پسماندگان میں تین بیٹے مولانا احسان اللہ کیلانی، مولانا اکرام اللہ ساجد اور مولانا عنایت اللہ کیلانی اور، اپوتے پوتیوں کے علاوہ رشتہ داروں اور شاگردوں کی ایک بہت بڑی تعداد سوگوار ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کے فیض کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ